باب 8

حکمت: مفہوم اور دائرہ کار (Hikma; Meaning and Scope)

حکمت سے مراد علم وفکر سے پیدا ہونے والی بصیرت (Vision) ہے۔ جس کی مدد سے فکری منازل سے بھی آگے نکلنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حسی ادراک، استدلال اور سوچ بچار اپنے مخصوص دائرہ میں ہمیں ہمہ قسم معلومات مہیا کرتے ہیں لیکن حکمت کا مقام ان سے افضل ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ ہوا ہے کہ ''جسے حکمت عطا کی اسے بہت بڑی بھلائی سے نوازا گیا۔''

اس آیت مبارک میں حکمت کو وسیع معنوں میں بیان کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے جو فلاح و بہبود اور بھلائی کی سب سے بڑی صورت بتلائی ہے وہ حکمت ہے۔ خدا نے اپنے خاص بندوں کو جن کی ذہانت درجہ کمال پر ہوتی ہے جن کا ذہانتی حاصل قسمت فطانت کے درجے کا ہے۔ انہیں سوچنے سمجھنے اور فکر کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے۔ اس سے بڑھ کر دانائی اور حکمت کی دولت بخشی ہے۔ اس دولت کا جو مالک ہے، وہ یقیناً بہت بڑی بھلائی سے نوازا گیا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیت مبارک ہے:

ترجمہ: ''تو پاک ہے۔ ہم کو کوئی علم نہیں لیکن وہ جو تو نے ہم کو سکھایا، بے شک تو جاننے والا حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیغام دیا ہے کہ انسان اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم جانتے نہیں ہیں۔ علم نہیں رکھتے۔ اے اللہ تو ایسی پاک ہستی ہے کہ تو نے ہی ہمیں علم دیا اور سکھایا۔ ہم تو علم نہیں رکھتے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تو ہی جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے پہلے بیان کردہ آیت میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ حکمت اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہے۔ سورۃ بقرہ کی اوپر درج آیت مبارکہ کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو مفہوم کچھ یوں بنتا ہے کہ اللہ جو حکمت والا ہے، اس نے اپنی حکمت والی صفت انسان کو بھی عطا کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو متعدد خوبیوں اور صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ انسان انہی صلاحیتوں، اہلیتوں اور قابلیتوں کی بنا پر اشرف المخلوقات ہے۔ وہ ذہن اور ذہانت کی بنا پر استدلال کا فن جانتا ہے۔ اس کی پرواز قوت متخیلہ کے زور پر بلند سے بلند ہوتی چلی جاتی ہے۔ بالآخر انسان خدا کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ یہی وہ صلاحیت ہے جسے خدا نے حکمت کہا ہے۔ اسی حکمت کی وجہ سے خدائی احکام کو سمجھا جاتا ہے۔ انسان موجودات کے اسرار و رموز سے پردہ ہٹا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مسلمانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو کتاب یعنی قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ کتاب کی منشا کے مطابق کام کرنے کی حکمت سکھائیں۔ لوگوں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر خوبیوں کو اجاگر کریں اور برائیوں کو دور کریں۔ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے کہ خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔

ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ایسے ہی مفہوم کی آیات مبارکہ موجود ہیں۔ ان آیات مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید پڑھ کر سنانے کے علاوہ نبی کے فرائض میں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا بھی شامل ہے۔

حکمت ودانائی سکھانا ایک عظیم کام ہے۔ جو فرد بھی اس منصب پر فائز ہے، وہ یقیناً خود بھی عظیم ہے۔ حکمت سکھانا گمراہی کے اندھیروں سے نکالنا ہے۔ جہالت کی گہرائیوں سے نجات دلانا ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ جمعہ میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: "وہ (خدا) وہی تو ہے جس نے اُمیوں میں انہیں میں سے (محمد ﷺ کو) پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔"

ان آیات مبارکہ سے واضح ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ایک ایسی صلاحیت رکھی ہے جس کی مدد سے وہ علمی وفکری معیار پر پورا اترتا ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید کے بارے میں جس طرح تعلیم دی گئی، اسی طرح حکمت ودانائی بھی سکھائی گئی ہے۔ حکمت کے اصول بتائے جاتے ہیں اور حکمت سکھائی بھی جاتی ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لوگوں میں سے درجہ نبوت کے قریب تر اہل علم اور اہل جہاد ہیں۔ اہل علم اس وجہ سے کہ انہوں نے لوگوں کو وہ باتیں بتائیں جو رسول لائے تھے اور اہل جہاد اس وجہ سے کہ انہوں نے پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعت پر اپنی تلواروں سے جہاد کیا۔"

علاوہ ازیں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ جو حکمت ودانائی کی تعلیم حاصل نہیں کرتے، ذہانت یا عقل ودانش کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہوئے بھی اس سے استفادہ نہیں کرتے، وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی کم تر۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "وہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے۔"

سوچ بچار اور فکر وتدبر انسان کو علم وآگہی کی نئی دنیا دریافت کراتے ہیں۔ حکمت رکھنے والا کبھی اندھے اعتقاد پر عمل نہیں کرتا بلکہ حکمت و اہمیت اجاگر کر کے تفہیم کے درجے تک پہنچتا ہے۔ یہی انسانیت کی معراج ہے۔ خدا جسے چاہتا ہے اس عظیم نعمت سے نوازتا ہے۔ جس سے انسان کی عزت وتکریم میں اضافہ ہوتا ہے۔

اسلام کی فکری اساس (Conceptual Basis of Islam)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حق کی دعوت کے بارے میں یہ ہدایت کی تھی کہ دنیا کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے بلاؤ اور ضرورت کے وقت بہترین انداز سے بحث ومباحثہ کرو۔ اسلام کی فکری اساس حکمت ودانائی اور اس کی اصلیت وحقیقت ہے۔

قرآن مجید میں بھی دعوت حق پیش کرنے کے لیے بہترین اور معیاری زبان، انداز، اسلوب اور طرزِ استدلال اختیار کیا ہے، قرآن مجید میں بار بار غور وفکر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

قرآن مجید میں فکری جہاد کا ذکر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: تم ان منکرین اسلام کا کہنا نہ مانو اور قرآن کے ذریعے ان سے پورا پورا جہاد کرتے رہو۔" (الفرقان)

اس آیت مبارکہ کا مطلب قرآن کے ذریعے جہاد کا مطلب قرآنی دلیلوں کو پیش کرنا ہے۔ اس طرزِ استدلال کے ذریعے اپنی بڑائی اور مخالفین کی کمزوری واضح کرنا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے۔ زندگی کا مکمل لائحہ عمل ہے۔ فکری سطح پر اسلام میں پائی جانے والی حکمت و دانائی ہی اس کی اصلیت وحقیقت ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں بار بار غور وفکر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

اسلام ایک ایسا مکمل ضابطہ حیات ہے جو خدا اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی رشد وہدایات کی روشنی میں زندگی کے تمام شعبوں کی تعمیر کرتا ہے۔ ہر پہلو کو خدا کے نور سے منور کرتا ہے۔ انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، تمدنی، مادی، روحانی، سیاسی، قومی اور بین الاقوامی ہر سطح پر اسلام فکری بنیادیں مہیا کرتا ہے۔ انہی خصوصیات کی بنا پر ہی اسلام حقیقی دین ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ ہوا ہے:

ترجمہ: ''بے شک خدا کے نزدیک تو اصل دین اسلام ہے۔'' (آل عمران)

اسلام کی فکری اساس کا سب سے اہم پہلو ایمان ہے جس کے بغیر ہر عمل بے بنیاد ہے۔ ایمان کے بغیر عمل کی بنیاد کسی بلند اور صحیح فکر پر قائم نہیں ہو سکتی۔ ایمان کے بعد دوسرا اہم اصول نیت یا ارادہ ہے۔ اگر کوئی شخص ایمان لے آتا ہے لیکن اعمال صالح کے لیے نیت نہیں کرتا تو اس کا ایمان پختہ نہیں ہے۔ حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (بخاری)

علم وعمل، تصور وفعل، عقلیت وعملیت کی صحیح تصویر اسلام میں نظر آتی ہے۔ اصلی زور انسان کی عملیت پر دیا گیا ہے۔ بعض اوقات انسان کی تفہیم میں حیرانی کی صورت پیدا ہو سکتی ہے ممکن ہے کہ وہ کسی شے کی حقیقت سمجھ نہ سکے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: ''عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تمہیں بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے ضرر رساں ہو اور ان باتوں کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

اللہ تعالیٰ عالم اور علیم ہے۔ اللہ نے قرآن مجید کے ذریعہ سے اسلامی تعلیمات اور حقیقت کا علم لوگوں تک پہنچایا ہے۔ قرآنی آیات پر غور وفکر کرنا ان کی حقیقت جاننے کے لیے لوگوں کو دعوت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی۔ اس لیے کہ جو کچھ لوگوں پر نازل کیا گیا ہے ان پر ظاہر کر دو تا کہ وہ غور وفکر کریں۔''

اسلام میں دنیوی تعلیم کے ساتھ جو ہمہ گیر نظام زندگی پیش کیا ہے، وہ انسان کی دنیاوی فلاح کا بھی اتنا ہی ضامن ہے جتنا اُخروی فلاح کا۔ یہ ایک متوازن نظام حیات مرتب کرتا ہے۔ اسلام نے انسان کو عظیم مقام دیا ہے۔ خدا اعلیٰ صفات کا مالک ہے۔ اس نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ یا نائب مقرر کیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا پرتو انسان میں ظاہر کیا ہے۔ اس بنا پر انسان اشرف المخلوقات ہے کہ وہ جملہ مخلوقات سے اشرف واعلیٰ ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں خیر ہی خیر ہے۔ عقائد، ارکان اسلام اور عبادات سب کے پیچھے فکری اصول وضوابط پنہاں ہیں۔ یہ اصول اسلام کے لیے فکری بنیادیں مہیا کرتے ہیں۔ نماز قائم کرنے کی تلقین کی ہے تو اس کے فوائد بھی بیان کیے ہیں۔ روزہ، حج، زکوٰۃ سب کی اپنی اپنی حیثیت واہمیت ہے۔ غور وفکر کرنے والے ہی ان اصولوں کو سمجھ پاتے ہیں۔

اسلام کا مقصد کائنات کی جملہ مخلوقات کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ نباتات، حیوانات اور انسانوں کا الگ الگ مقصدِ تخلیق ہے۔ خدا نے سب کی درجہ بندی کے مطابق حیثیت کا تعین کیا ہے کسی کو بھی تکلیف اور الجھن میں مبتلا نہیں کیا۔ جانوروں سے پیار سے پیش آنے کی

ہدایت کی گئی ہے۔اس میں حکمت یہی ہے کہ جانداروں کے لیے تکالیف میں کمی کی جائے اور آسانیاں پیدا کی جائیں۔

توحید (Tauhid)

عقیدہ توحید سے مراد اللہ پر ایمان لانا ہے اور اسے ایک ماننا ہے جو تمام زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے۔جس کا فضل وکرم بے حد وحساب ہے،اس کا کوئی شریک نہیں۔

ایک اللہ پر ایمان لانا، زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا اسلام میں لازمی شرط ہے۔اس ایک ہستی کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔توحید کا عقیدہ انسان کو اللہ کے قانون کا پابند بناتا ہے۔اس عقیدے کو ماننے والا جانتا ہے کہ اللہ ہر چھپی اور کھلی چیز سے باخبر ہے۔وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

مسلمان ہونے کے لیے ایک اللہ پر ایمان لانا اوّلین شرط ہے۔باقی تمام اعتقادات اس کے بعد آتے ہیں۔رسول پر اس لیے ایمان ہے کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ملائکہ پر اس لیے ایمان ہے کہ وہ خدا کے ملائکہ ہیں۔موت اور آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ **اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب** ہو۔ایسا کرنے سے انسان باہمت ہو جاتا ہے۔خوف اور اندیشے ختم ہو جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''پھر جب میری طرف سے کوئی ہدایت (دین وشریعت) آئے تو جو شخص میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا تو ایسے لوگوں کو نہ تو کچھ خوف واندیشہ ہوگا اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے۔'' (البقرہ)

ایک خدا پر ایمان لانے والے کو جب کوئی مشکل گھڑی درپیش ہو تو وہ اسی سے مدد مانگتا ہے۔خدا اپنے بندے کی پکار سنتا ہے کیونکہ وہی واحد آقا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: ''مجھے پکارو (دعا کرو) میں تمہاری درخواست (دعا) کو قبول کروں گا۔''

خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔وہ ہر شے کا خالق، مالک اور پروردگار ہے۔ہر شے اس کی محتاج ہے اور وہ کسی شے کا محتاج نہیں ہے۔اس کا کوئی ساتھی نہیں، کوئی معاون نہیں، کوئی شریک کار نہیں۔یہی اس کے ایک ہونے کی حکمت ہے کہ وہ یکتا ہے اور پورے نظام کائنات کو چلا رہا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشاد سے بھی اس کے واحد وقادر ہونے کا پتہ چلتا ہے:

ترجمہ: ''اے پیغمبرؐ! کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور مرنا سب کچھ اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اس کے آگے سر جھکانے والا ہوں۔'' (الانعام)

اللہ اپنے بندوں کو کبھی بے یار ومددگار نہیں چھوڑتا۔حکیم ہے۔عالم ہے۔وہ سب کچھ جاننے والا اور دیکھنے والا ہے۔جاننے کے لیے درمیان میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔وہ دلوں کے بھید اور نیتوں کے ہر گوشے سے واقف ہے۔وہ ماضی، حال اور مستقبل کا پورا علم رکھتا ہے۔پھر وہ صاحب قوت بھی ہے۔

عقیدہ توحید انسان میں انتہا درجے کی خودداری اور عزتِ نفس پیدا کرتا ہے۔انسان کو آزادی اور حریت کا بلند مقام بخشتا ہے۔ایک خدا تمام طاقتوں کا مالک ہے۔اس کے علاوہ کوئی صاحب اختیار اور بااثر نہیں۔عقیدہ توحید انسان کو خدا کے سوا تمام قوتوں سے بے نیاز اور بے خوف کر دیتا ہے۔وہ صرف خدا ہی کو مالک وآقا مانتا ہے۔عقیدہ توحید سے انسان میں قناعت، بے نیازی، عزم وحوصلہ، نفس میں پاکیزگی،

صبر و توکل اور بہادری کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

عقیدہ توحید کی رو سے اللہ کی لاتعداد صفات ہیں تاہم صفات کے ساتھ وہ خود ایک ہے اور بلا شرکت غیر کائنات پر مکمل اختیارات رکھتا ہے۔ اگر آسمانوں اور زمین اس کی قدرت میں کوئی شریک کار ہوتا تو یہاں بہت سے ارادوں اور ذہنوں کی کارفرمائی کے نتیجے میں کائنات میں توافق اور تناسب ہرگز نہ ہوتا۔ کائنات میں یکسانیت اور وحدت صرف اور صرف ایک خدا کے ہونے کی وجہ سے ہے۔

اتحاد (Unity)

انسان ایک معاشرتی حیوان ہے اور مل جل کر زندگی گزارنا اس کی فطرت میں شامل ہے۔ اجتماعی اور معاشرتی زندگی میں اتحاد و یکجہتی سے افراد کا دیگر افراد سے خوشگوار تعلق پیدا ہوتا ہے۔ ہر انسان دوسروں کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ فطری طور پر مدنی الطبع ہے۔ اس فطرت میں اخوت و بھائی چارے کی فضا کا ہونا ضروری ہے۔ اخوت و بھائی چارے کی بنا پر معاشرتی، اخلاقی، معاشی اور سیاسی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور اتحاد سے انفرادی و اجتماعی طور پر حوصلہ بڑھتا ہے۔ اسی حوالے سے اسلام کا ملت کا تصور جغرافیائی حدود سے بالاتر ہے اور مذہب کے تعلق سے لوگوں میں اخوت، بھائی چارے اور اتحاد کا تعلق استوار کرتا ہے۔ دشمن کا مقابلہ بھی متحد ہو کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ قدرتی آفات، جنگ و جدل، وباؤں اور دیگر مشکلات و مسائل سے نپٹنے کے لیے اتحاد و یکجہتی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر کسی قوم کے افراد بکھرے ہوئے ہوں، تو ضرورت کے وقت کوئی کسی کی مدد نہیں کرے گا۔ جس طرح پانی کے ایک قطرے کی علیحدہ کوئی خاص حیثیت نہیں ہوتی، لیکن جب وہ دوسرے قطروں کے ساتھ مل جاتا ہے تو سمندر بن جاتا ہے، اسی طرح اکیلا فرد کمزور ہوتا ہے لیکن جب قوم میں اتحاد و یکجہتی ہو تو وہی فرد طاقتور بن جاتا ہے۔ اسی لئے اسلامی تعلیمات میں اتحاد و یکجہتی پر زور دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اتحاد کی تعلیم کی مثال اس آیت مبارکہ میں اس طرح دی گئی ہے:

ترجمہ: ''اور سب مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ'' (آل عمران)

کوئی شخص تنہا زندگی کی عظیم ذمہ داریوں سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ مشکلات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ منفی طاقتوں سے لڑ نہیں سکتا، جب تک وہ قوم کے ساتھ متحد اور ہم نوا ہو کر کام نہ کرے۔ حدیث مبارکہ ہے: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایسا ہے جیسے دیوار، کہ ہر جزو (اینٹ) دوسرے جزو کو تقویت پہنچاتا ہے۔''

اسلامی معاشرہ تشکیل دینے کے لیے ایک عقیدے اور ایک اخلاقی ضابطے کو ماننے والوں کا متحد ہونا ضروری ہے۔ اگر اتحاد ہوگا تو معاشرہ مضبوط ہوگا۔ اس کی بنیاد پر عالمگیر برادری کا تصور عملی صورت اختیار کر سکتا ہے۔

اسلام کی یہ تعلیم بھی ہے کہ نیکی کے کاموں میں اتحاد کرنا چاہیے، برائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے سے منع کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: ''بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور ظلم اور گناہ کی باتوں میں ہرگز باہمی امداد و تعاون نہ کرو'' (المائدہ)

متحد ہونے میں برکت ہے۔ اتحاد (Unity) لوگوں میں بھی ہوتا ہے اور قوموں میں بھی۔ ایک کہاوت ہے کہ اگر چڑیاں متحد ہو جائیں تو وہ شیر کی کھال اتار سکتی ہیں۔ ایسے ہی اگر لوگوں میں اتحاد ہو جائے تو وہ بڑے سے بڑے مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔

اتحاد کا نفسیاتی پہلو یہ ہے کہ ہر کوئی حوصلہ سے کام لے کر اور اپنی صلاحیتوں کو یکجا کر کے اپنی شخصیت کو مضبوط بنا سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اتحاد و یکجہتی کا درس دیا گیا ہے۔ جس سے احساسِ ذمہ داری اور خیر کے کاموں میں مسابقت بڑھتی ہے۔ خیر خواہانہ فضا قائم ہوتی ہے اور لوگ رذائل کی نفی اور فضائل کا اثبات کرتے ہیں۔ خیر اور بھلائی کو اپناتے ہیں۔ یہی اسلامی تعلیمات کی تلقین ہے۔

استحکامِ آدمیت (Solidarity of Mankind)

اسلام کی فکری بنیادوں ہی کی ایک کڑی استحکام آدمیت ہے جب انسانیت کا احترام ہوگا، فرد اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرے گا، اپنے ہونے کا احساس دلائے گا تو آدمیت کے تصور کو استحکام حاصل ہوگا۔ استحکام آدمیت کے لیے قرآن مجید میں متعدد آیات موجود ہیں۔ جن کی تعلیمات کی روشنی میں آدمیت (Mankind) کے احترام اور عزت نفس (Self-respect) سے ابتدا کی جاتی ہے۔

احترام خودی ابتدائی عمل ہے۔ دوسرا مرحلہ استحکام آدمیت ہے۔ انسانی خودی کی تکمیل اس کی اپنی خوبیوں سے ہوتی ہے۔ ان خوبیوں کو بطریق احسن استعمال کرنے والی خودی مستحکم ہوتی ہے۔ خدا پر ایمان، رسول پر ایمان اور پھر خدا اور رسول کے بتائے ہوئے راستے کو اپنانا استحکامِ آدمیت کے لیے لازمی ہے۔ اسلام میں اس نقطہ نظر کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ زندگی کا مقصد خدا کی خوشنودی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انسان کے دل میں فطری طور پر ایک امنگ یا جستجو ہوتی ہے۔ خدا اور رسول سے محبت خودی کو مستحکم کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: ''ان سے کہہ دو، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری متابعت کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔'' (۳-۳۹)

ترجمہ: ''اور جو لوگ ایمان لائے، وہ اللہ کے ساتھ سخت محبت رکھتے ہیں۔'' (۲-۱۶۰)

اللہ سے محبت سے مراد اس کے احکام ماننا ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہونا ہے۔ استحکام آدمیت بھی یہی ہے کہ انسان اسلامی تعلیمات پر پورا اترے۔ ان تمام تقاضوں کو پورا کرنا بھی انسان کی ذمہ داری ہے جو مقصد تخلیق کی تکمیل کرتے ہیں۔ انسان کا مقصد تخلیق انسانیت کی بھلائی، بڑائی اور اعلیٰ مقام حاصل کرنا، کائنات کو تسخیر کرنا ہے کیونکہ عالم افراد کے لیے ہیں نہ کہ افراد عالم کے لیے۔

رسالت (Prophethood)

رسالت وہ وسیلہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جانا جاتا ہے۔ انسان کو الہامی ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول لوگوں کی رہنمائی کے لیے بھیجے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اس دنیا میں جس انسان کو بھیجا وہ پیغمبر آدمؑ تھے۔ لوگوں کو اللہ کے پیغامات پہنچانے اور ان کی راہنمائی و ہدایت کے لیے ہزار ہا رسول دنیا میں تشریف لائے جن میں سے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے ہم آگاہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے رسول کا انتخاب خود کرتا ہے۔ رسالت کے لیے انتخاب ایسے افراد کا ہوا تھا جو خدا کے نزدیک اس عظیم مقصد و منصب کے لیے موزوں تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اسے اپنی پیغمبری کس کے سپرد کرنی ہے۔'' (الانعام:125)

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی بھلائی، راہنمائی اور ہدایت کے لیے رسول پاکؐ کی ذات میں ایک مثالی حیثیت رکھی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے

: ترجمہ: ''بلاشبہ تمہارے لئے رسولؐ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔''

رسول پاک ﷺ نے خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ عقائد، عبادات اور اخلاقیات پر عمل کر کے دکھایا۔ رسول کی زندگی انسانوں کے لیے ایک ایسی مثال ہے۔ جس کو سامنے رکھ کر وہ اپنے ہر قسم کے مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنے احکام اور مرضی کے مطابق بندگی اور اطاعت کرانا چاہتا ہے۔ ان احکام و اوامر کا پتہ انسان کو اللہ کے مبعوث کیے گئے رسولوں سے ہی چلتا ہے۔ خود انسان اپنی عقل سے ان احکام کو حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی اور وسیلہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے نظریۂ رسالت کی حکمت یہ ہے کہ رسول وجدان اور عقلی قوت سے ماوراوحی کے ذریعے اللہ کے احکام حاصل کر کے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔

اس طرح جو ذمہ داری انسان کو اللہ کے دین پر چلنے کی سونپی گئی تھی، اس کا رسولوں اور انبیاء کے ذریعے پورا انتظام کر دیا گیا۔ اس ضروری انتظام کو دین کی اصطلاح میں رسالت کہتے ہیں اور جس وسیلہ سے یہ انتظام ہوتا ہے، اس ہستی کو رسول یا نبی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کے علاوہ ذات وصفات باری تعالیٰ اور آخرت کی زندگی کے بارے میں جاننے کے لیے رسول ایک اہم وسیلہ ہیں۔ رسالت ہی وہ ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور آخرت کا صحیح علم عطا کرتا ہے۔ رسول کے دیئے ہوئے پیغام کی بنیاد پر ہی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لایا جاتا ہے۔

زندگی، موت، زندگی بعد از موت کے مشکل مذہبی مسائل کو بھی رسول پاکؐ کی ہدایات کی روشنی میں جانا جاتا ہے۔ اس طرح عوام الناس کا راہ راست سے بھٹکنے کا امکان نہیں رہتا۔ وہ گمراہی سے بچ جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے خدا نے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو دین اسلام اور شریعت نافذ کرنے کے لیے مبعوث کیا جو پیغامات اور احکاماتِ الٰہی حضور پاکؐ نے دیے، وہ ہدایت ربانی کے تابع تھے۔ اس میں ان کی مرضی یا ارادہ شامل نہیں تھا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: ''وہ اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتا بلکہ وہی کہتا ہے جو خدا کی طرف سے کہا جاتا ہے۔'' (النجم)

ہر قوم کو خبردار کرنے کے لیے پیغمبر آئے تاکہ اس قوم کو ہدایات دی جاسکیں۔ راہِ راست پر رکھا جاسکے۔ رسول اسی لیے بھیجے گئے تاکہ اطاعت خداوندی ہو۔ خدا کی مرضی کے مطابق اس کے احکامات پر عمل کیا جائے۔ اس کے احکامات میں بہت زیادہ حکمت و دانائی پنہاں ہوتی ہے لیکن لوگوں کو ان کی مصلحت یا حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے، ان کی تعمیل کرنا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''ہم نے جس رسول کو بھی بھیجا اسی لیے کہ اذنِ خداوندی کے مطابق اس کی اطاعت کی جائے۔'' (النساء)

اسلامی تعلیمات کا اہم اصول جس پر باقی تمام تصورات کی بنیاد قائم ہے، وہ نظریہ رسالت ہے۔ اس طرح رسول کی اطاعت کرنا در اصل اللہ کی اطاعت ہے کیونکہ رسول پاکؐ نے دین و شریعت کے دائرے میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب کا سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ یوں رسول پاکؐ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''جس نے رسول کی اطاعت کی، اُس نے خدا کی اطاعت کی۔''

رسول کا منصب ہی یہ ہے کہ نیکی کی ہدایت کی جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔ سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ رسول پاک کو اپنے ہی

لوگوں میں مبعوث کیا گیا۔ یہ اللہ کا لوگوں پر بڑا احسان ہے۔ لوگ اپنے جیسے بشر کی بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں اور حکمت کی تعلیم رسول ہی دیتا ہے۔ رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا کیونکہ انسان اس قابل ہو چکا تھا کہ وہ بدلتے ہوئے حالات اور تقاضوں کے مطابق عقل وخرد کی روشنی میں حضورؐ کی دی ہوئی تعلیم کی خود تفہیم و تعبیر کر سکیں۔

حضرت محمد ﷺ کو خدا نے پوری انسانیت کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔ قرآن مجید میں تمام زمانوں کے تقاضوں کی تکمیل پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی اور اسوۂ حسنہ سے ان تعلیمات کے عملی پہلو کو روشن کر دیا۔ اس طرح پوری انسانیت کی بھلائی کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: ''کہہ دو! اے لوگو! میں تم ساری دنیائے انسانیت کے لیے اللہ کا رسول ہوں۔'' (الاعراف)

حضور پاکؐ نے اخلاق، معاشرت، معیشت، سیاست اور انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں کے قوانین احکام الٰہی کی روشنی میں مرتب کیے۔

کوئی شخص بھی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک توحید اور رسالت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ ایسا کرنے سے انسان کا طریقِ زندگی یکسر تبدیل ہو جاتا ہے۔ وہ عقیدوں کی پختگی کی بنا پر احساسِ ذمہ داری سے اللہ اور اللہ کے رسول کا تابع فرمان ہو جاتا ہے۔

رسول پیشوا، نمونہ تقلید، معلم و مربی، شارع، قانون ساز اور قاضی جیسی بے شمار حیثیتوں کا مالک ہوتا ہے۔ جب لوگوں کو رشد و ہدایت دیتا ہے تو وہ اس پر دلجمعی سے عمل کرتے ہیں۔

معاشرتی انصاف (Social Justice)

معاشرتی انصاف سے مراد یہ ہے کہ معاشرے میں ہر پہلو سے میانہ روی اختیار کی جائے اور کسی کے ساتھ ظلم اور ناانصافی نہ ہو۔ لوگوں کے حقوق پورے ہوں اور وہ اپنی محنت کا پھل اور صلاحیتوں کے مطابق صلہ پائیں۔ معاشرتی انصاف ہی وہ طریقہ کار ہے جس سے معاشرے میں توازن قائم کیا جا سکتا ہے۔

معاشرتی انصاف اسلامی تعلیمات کے اہم اصولوں میں سے ایک ہے۔ کہ پورے معاشرے میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ دھوکا نہ کریں۔ انسان خود بھی اپنی صلاحیتیں استعمال کرے۔ ناانصافی سے بے راہ روی پھیلتی ہے۔ اس طرح عقیدہ میں بھی ناپختگی آتی ہے۔

توحید اور نظریہ رسالت پر ایمان لانے والے معاشرے انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں میانہ روی اختیار کی جائے کیونکہ میانہ روی ہی عدل ہے۔ نہ تفریط کا شکار ہوا جائے اور نہ ہی افراط کا کیونکہ ایسا کرنے سے انصاف نہیں ہو سکتا۔ عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص جتنا حق رکھتا ہو، اسے اتنا ہی ملے۔ نہ اس سے زیادہ اور نہ کم۔ ہر شخص کو اس کی حیثیت کے اور ضرورت کے تحت قانون کے مطابق حصہ ملے۔

اسلام میں ایسے معاشرے کے قیام کی تلقین کی جاتی ہے جس میں رنگ و نسل کے اختلافات اور تعصبات سے پاک ماحول ہو۔ عدل و انصاف اور عالمگیر برادری کی خوشبو آئے۔ ایسا معاشرہ قائم ہو جس میں افراد ہمدردی، بھائی چارے اور انسانیت کے رشتے سے منسلک ہوں۔ ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''وہ لوگ جو مومن ہیں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' (الحجرات)

ترجمہ: ''بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور ظلم اور گناہ کی باتوں میں ہرگز باہمی امداد و تعاون نہ کرو۔'' (المائدہ)

معاشرتی انصاف (Social Justice) کا تقاضا یہ ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کی جائے۔ مخالفت اور جھگڑے میں نہ پڑا جائے۔ بھائی چارے اور انسانیت کے رشتوں کا ہر پہلو سے لحاظ رکھا جائے۔

خاندان سب سے پہلا اور چھوٹا معاشرہ ہے۔ اپنے گھر میں بھی انصاف کرنا چاہیے۔ ہر کردار کو اپنا حصہ ڈالنا چاہیے۔ کسی ایک پر ذمہ داری ڈال کر خود ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا ناانصافی ہے۔ اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرنا بھی انصاف ہے اور یہی انداز اور طریق کار پورے معاشرے میں اپنایا جائے تاکہ لوگ عدل و انصاف کے ماحول میں بہتر طور پر اور مثالی زندگی گزار سکیں۔ معاشرے میں عمومی فضا حقیقی طور پر خیر خواہی کی فضا ہو۔ تعاون، امداد، اشتراکِ عمل، ایثار اور بھائی چارے کا انداز اپنایا جائے۔ مثلاً مکہ مکرمہ سے جب حضور پاک ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو ان کا دل کی گہرائیوں سے استقبال کیا گیا۔ مہاجرین کے لیے اپنے گھر اور مال وقف کر دیا۔ مدینہ والوں نے جس محبت اور خلوص سے ان کے معاشرتی اور معاشی مسائل کو حل کیا، ایسے ہی معاشرتی انصاف کی ہدایت کی گئی ہے۔

انسان کو ہمت و کوشش سے زندگی کے مسائل سے نپٹنا چاہیے۔ کوشش کرنا ہی اہم شرط ہے۔ اس سے پورے معاشرے میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ہر کسی کو ذمہ داری سے زندگی گزارنے کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

ترجمہ: ''انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔'' (النجم)

اسلامی معاشرے میں اسلامی تعلیمات کے مطابق جذبہ عمل کو بیدار کر کے اعمالِ صالح کرنے کا احساس پیدا کیا جاتا ہے۔ معاشرتی انصاف سے بھوک، افلاس، بیماری، وبا اور دیگر برائیوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ فرائض سے پہلے لوگوں کے حقوق پورے کیے جائیں تاکہ وہ اپنی حیثیت اور عمل کے مطابق حق حاصل کر کے بہتر طور پر فرائض کی ادائیگی کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''ہم نے اپنا رسول واضح نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل) نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔'' (الحدید)

انسانی معاشرے میں عدل و توازن الہامی ہدایت کے مطابق بہتر طور پر قائم ہوسکتا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں توازن پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں میں اعتدال اور توازن پیدا کرنا ہی معاشرتی انصاف ہے۔

رواداری (Tolerance)

انسان کی سب سے بڑی قوت برداشت اور رواداری ہے۔ یہ انسان کی خوبیوں اور صلاحیتوں کو قوی تر بناتی ہے۔ اسلامی تعلیمات اپنی جبلتوں کو کنٹرول کرنے کا درس دیتی ہیں۔ دوسرے کی بات سننے اور تحمل و بردباری سے مسائل و مشکلات میں سے گزرنے کا فن صرف قوت برداشت سے ممکن ہے۔ اس کو ضبطِ نفس بھی کہا جاسکتا ہے۔ ضبطِ نفس کا مطلب انسان کی خودسر جبلتوں کو کنٹرول کرنا ہے۔ قرآن مجید میں نفس انسان کی تین قوتوں کا ذکر آیا ہے۔ قوتِ غضبیہ، قوتِ شہویہ اور قوتِ ناطقہ۔ ان تینوں قوتوں کو اعتدال میں رکھنا اہم کام ہے۔

ہم پانچ ارکانِ اسلام توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی پابندی کر کے قوتِ برداشت کی تربیت کر سکتے ہیں۔

اسلام میں مسلمان کو عفو و درگزر کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔ عفو سے مراد ہے کہ دوسرے کی خطا اور قصور معاف کر دیا جائے۔ انتقام کی طاقت رکھتے ہوئے بھی بخش دیا جائے۔ لیکن اس سے مراد کمزوری نہیں بلکہ اپنی غلطیوں پر نادم ہونے والے کو معاف کر دینا بڑائی ہے۔ کیونکہ انتقام کی آگ بجھانے کے لیے مخالف کو ختم کرنا یا پچھاڑنا بڑائی نہیں ہے، بڑائی اس میں ہے کہ عفو و درگزر سے کام لے کر قوت برداشت اجاگر کی جائے۔ اس سے انسان کے نفس کی تربیت ہوتی ہے اور وہ پہلے سے بہتر شخصیت کا مالک بن جاتا ہے۔

رواداری ایک ایسی صلاحیت ہے جس کی بنا پر انسان مشکل سے مشکل مرحلے کو سر کر سکتا ہے۔ تحمل و بردباری سے ذہنی سکون اور اطمینانِ قلب میسر آتا ہے۔ رواداری (Tolerance) سے انسان نفسیاتی طور پر پختہ اور مضبوط قوتِ ارادی کا مالک بن جاتا ہے۔ اس طرح فشارِ خون اور دیگر مسائل اور رذائل سے بچا جا سکتا ہے۔

غصہ کئی مسائل کی بنیاد ہے۔ فضائل کی نفی ہوتی ہے اور رذائل میں اضافہ لیکن قوتِ برداشت سے غصہ کی حالت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ کوئی انسانی قوت اگر آپے سے باہر ہو جائے تو جذبہ رواداری کی مدد سے اس کو قابو میں لایا جا سکتا ہے۔ عمر، وقت اور تجربے سے ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔

احساس کی شدید ترین کیفیت، ہیجانی حالت ہوتی ہے۔ ہیجانی حالت خواہ خوشگوار احساس کی بنا پر ہو یا ناخوشگوار حالت کا نتیجہ دونوں صورتوں میں انسان کی ذہنی صحت کے لیے تکلیف دہ ہے۔ ہیجانی حالت پر قابو پانے کے لیے قوت برداشت سے مدد لینی چاہیے جو مشق اور خصوصی ذہنی عمل سے توجہ دینے کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ اگر ایسا بار بار کیا جائے تو ایک وقت آتا ہے کہ قوت برداشت انسانی کردار کا حصہ بن جاتی ہے انسان دوسروں سے بہتر محسوس کرتا ہے اور دوسروں کے جملہ معاملات میں مدد بھی دیتا ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات میں رواداری سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے۔ تاریخ اسلام کی ورق گردانی کریں تو کئی ایک ایسے مقامات کا پتہ چلتا ہے جن میں متعلقہ شخصیات نے خدا اور رسول اکرمؐ کی تعلیمات کی روشنی میں قوتِ برداشت سے جنگ و جدل کو صلح و صفائی میں تبدیل کر دیا۔ صلح حدیبیہ اس کی سب سے بڑی مثال ہے۔

عالمگیر اخوت (Universal Brotherhood)

عالمگیر اخوت کا مفہوم یہ ہے کہ پوری دنیا میں مسلمان ایک دوسرے کی پاسداری کریں اور ملت اسلامیہ کے تصور کو عملی شکل دیں۔ مسلمان دنیا میں کہیں بھی موجود ہوں، وہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ بھائیوں کی طرح اجتماعی طور پر عالمی سطح پر ایک دوسرے کے کام آنا عالمگیر اخوت ہے۔

اسلام اس نظریے کی تعلیم دیتا ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس لیے آپس کے تعلقات میں شفقت اور بھائی چارے کا عنصر غالب ہونا چاہیے۔ آپس کے معاملات میں نرمی اختیار کی جائے۔ ایک دوسرے کا خیر خواہ، خدمت گزار ہوں۔ دلوں میں کدورتیں اور نفرتیں پیدا کرنے والی منفی قوت کو ختم کر دیا جائے۔ اخوت کے یہ تعلقات ملت اسلامیہ کو اجتماعی طور پر مستحکم کرتے ہیں اور پُر امن اور صالح معاشرہ قائم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ عالمگیر اخوت پوری دنیا کی خیر خواہی سے پروان چڑھتی ہے۔ اسلام دوسرے ادیان کے لوگوں کے ساتھ بھی اچھے سلوک اور

اخوت کی تلقین کرتا ہے۔ اسی لیے اسلامی معاشرے میں خصوصی طور پر اقلیتوں کے حقوق کی بات کی گئی ہے۔ یہ اندازِ فکر و عمل عالمگیر بھائی چارے کی بنیاد ہے۔

خدا اور رسول پر ایمان لانے کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہے کہ انسانوں میں باہمی محبت اور اخوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جب ہمارا ایمان یہ ہو کہ تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں، سب کا مقصد حیات ایک ہے، سب کی اصل ایک ہے، ایک ہی ضابطۂ حیات ہم پر لازم ہے تو انسان دوستی کی تحریک کو پروان چڑھانے کی شروعات ہوتی ہیں۔

دنیا میں لوگوں کے حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ دکھ سکھ انسان کے ساتھی ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اچھے دنوں میں دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تاکہ برے وقت میں لوگ اس کا ساتھ دیں۔ حسن سلوک سے اخوت اور بھائی چارہ کے جذبات اجاگر ہوتے ہیں۔ انفرادی اور چھوٹے معاشرے سے ہوتے ہوئے پوری دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ عالمگیر اخوت پروان چڑھتی ہے۔ ہمدردی، حسن سلوک، رواداری، احترام اور محبت وخلوص کا درس اسلامی فکر سے ملتا ہے۔ اسلام نے عالمگیر اخوت کو عملی صورت پہنائی ہے۔ نسلی امتیازات اور طبقاتی اختلافات کی نفی کی ہے۔ عالمی انسانی برادری کا تصور پیش کر کے اسلام نے پوری دنیا کو قریب تر کر دیا ہے۔ یہی کسی دین کا اصل پیغام ہوتا ہے۔

علماء، مشائخ اور صوفیاء کرام کے کردار نے بھی عالمگیر اخوت کی ترویج و ترقی میں زبردست کردار ادا کیا ہے۔ ان کے رویے، اخلاق، طرزِ زندگی کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر تھی اس لیے عالمگیر اخوت کے رشتے میں پوری دنیا کے مسلمان منسلک ہو گئے۔ جس طرح افراد اپنے خاندانوں سے، خاندان دوسرے خاندانوں اور قبیلوں سے اور قبیلے اقوام سے منسلک ہوتے ہیں، جس سے آفاقی وحدت میں ضم ہوا جاتا ہے۔ جس طرح ملکی اور جغرافیائی سرحدوں کی بنا پر علاقائی قومیں اور وطن ہوتے ہیں۔ اسی طرح مذہب کو بنیاد بنا کر قومیں بنتی ہیں۔ جیسے مسلمان قوم، عیسائی، یہودی اور دیگر اقوامِ عالم۔ اسلامی تعلیمات میں عالمگیر اخوت کے تصور میں مسلم قوم اور پھر مسلم قوم کا دیگر تمام اقوام کے ساتھ بھائی چارے اور اخوت کا عملی جذبہ پایا جاتا ہے۔ اس طرح مسلم قوم میں اتحاد، یکجہتی، یگانگت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ اندرونی اور اقوام کے باہمی تنازعات کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: ''لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے اور زمین میں طالبِ فساد نہ ہو۔'' (القصص)

ایک عقیدے اور اخلاق کو ماننے والے اسلامی معاشرہ تعمیر کرتے ہیں جس میں ایک انسان دوسرے انسان سے عقیدہ کی بنا پر تعلقات قائم کرتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ: ''سب مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔'' (آلِ عمران)

اس طرح ایک مسلم عالمگیر انسانی برادری کا تصور ابھرتا ہے جس میں نیکیوں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنے بلکہ سبقت لے جانے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ برائیوں کو ختم کیا جا سکے۔ عالمگیر اخوت ہی وہ طاقت ہے جس کی بنا پر مسلمان اجتماعی اور قومی مسائل کا حل نکال سکتے ہیں۔ مسلمانوں میں اگر اس جذبہ میں ترقی و تیزی آجائے تو مخالف قوتوں سے نپٹا جا سکتا ہے۔ عالمگیر اخوت کا درس اسلامی تعلیمات میں جگہ جگہ ملتا ہے۔ ابتدا ہی سے بچے کی نشوونما اس نہج پر کی جائے کہ بچے محبت، ایثار اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا سبق سیکھیں تاکہ اخوت و بھائی چارہ اس کی خصلت میں رچ بس جائے۔

مشقی سوالات

انشائی طرز (Subjective Type)

-1 حکمت کا قرآن مجید کی روشنی میں مفہوم واضح کریں۔

-2 اسلام کی فکری اساس بیان کریں۔

-3 اسلام میں نظریہ توحید کی قرآن مجید کے حوالے سے وضاحت کریں۔

-4 نظریہ رسالت اسلامی تعلیمات کے حوالے سے بیان کریں۔

-5 استحکام آدمیت پر نوٹ لکھیں۔

-6 معاشرتی انصاف اور رواداری کو اسلامی تعلیمات کی مدد سے لکھیں۔

-7 اسلامی تعلیمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جائزہ لیجئے کہ کیا عالمگیر اخوت انفرادی اور اجتماعی زندگی میں تبدیلی پیدا کرتا ہے؟

معروضی طرز (Objective Type)

سوال 1: درج ذیل فقرات میں مناسب اور موزوں اصطلاحات اور الفاظ سے خالی جگہ پُر کیجئے۔

-1 حکمت سے مراد علم و فکر سے پیدا ہونے والی.................. ہے۔

-2 قرآن مجید پڑھ کرسنانے کے علاوہ رسول پاکؐ کے فرائض میں کتاب و..............کی تعلیم دینا بھی شامل ہے۔

-3 بے شک خدا کے نزدیک تو اصل دین............ ہے۔ (آل عمران)

-4 اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا............ مقرر کیا ہے۔

-5 جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے............ کی اطاعت کی۔

-6 انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ یہ آیت سورۃ............ کا حصہ ہے۔

-7 سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ یہ آیت سورۃ............ کا حصہ ہے۔

سوال 2: ذیل میں دیئے گئے ممکنہ جوابات میں سے صحیح کی نشاندہی کریں۔

-1 اسلامی تعلیمات کا سب سے اولین اصول ہے۔

-i عقیدہ توحید -ii عقیدہ رسالت -iii حقوق العباد -iv نماز

-2 نظریہ رسالت کے مطابق ایمان لایا جاتا ہے۔

-i خدا پر -ii رسول پر -iii ملائکہ پر -iv عقائد پر

-3 استحکام آدمیت میں ہوتی ہے۔

-i تکمیل خودی -ii نفی خودی -iii تربیت خودی -iv آزادی

4- ''اے پیغمبر کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا ار مرنا سب کچھ اللہ کے لیے ہے۔ یہ کس سورۃ کی آیت ہے۔

i- سورۃ البقرۃ ii- سورۃ الا...... iii- سورۃ والعصر iv- سورۃ النساء

5- ''اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اسے اپنی پیغمبری کس کے سپرد کرنی ہے۔''

i- سورۃ...... ii- سورۃ البقرۃ iii- سورۃ الناس iv- سورۃ..........

سوال 3: کالم ''الف'' اور کالم ''ب'' میں دیئے گئے الفاظ میں مطابقت پیدا کر کے جواب کالم ''ج'' میں درج کریں۔

کالم ''الف''	کالم ''ب''	کالم ''ج''
☆ اللہ	ایک اللہ کا تصور پایا جاتا ہے۔	
☆ حضرت محمد ﷺ	خالق ہے۔	
☆ تمام اعمال کا دارومدار	کی تلقین ملتی ہے۔	
☆ توحید میں	آخری نبی ہیں۔	
☆ اللہ ہر شے کا	حکمت والا ہے۔	
☆ اسلام میں اتحاد و یکجہتی	نیتوں پر ہے۔	
☆ اسلام	رسول بھیجے گئے۔	
☆ اسلام میں معاشرتی انصاف	آپس میں بھائی بھائی ہیں۔	
☆ وہ لوگ جو مومن ہیں	تعلیم دی گئی ہے۔	
☆ راہنمائی اور ہدایت کے لئے	استحکام آدمیت کا درس دیتا ہے۔	

حل مشقی سوالات

سبق نمبر 1: فلسفہ کی تعریف

سوال 1: درج ذیل فقرات میں مناسب اور موزوں اصطلاحات اور الفاظ سے خالی جگہ پُر کریں۔

(1) ڈیکارٹ (2) مطالعہ (3) غیر حتمی (4) فیثا غورث (5) سائنسدان (6) قدریات

(7) ایک (8) ایمپیڈوکلیز (9) اکتسابی (10) فکر

سوال 4: ذیل میں دیے ہوئے سوالات کے ممکنہ جوابات میں سے صحیح کی نشاندہی کریں۔

(1) حب دانش (2) افلاطون (3) الکندی (4) ڈیکارٹ (5) افلاطون (6) ڈیکارٹ

(7) استدلال (8) انسانی کردار (9) منطق (10) استقرائیہ

سبق نمبر 2: فلسفہ اور مذہب

سوال 1: درج ذیل فقرات میں مناسب اور موزوں اصطلاحات اور الفاظ سے خالی جگہ پُر کریں۔

(1) تفکر (2) معرفت (3) اعتقاد (4) کانٹ (5) ہافڈنگ (6) موت

(7) ایچ۔ ایچ۔ ٹائٹس (8) وحی (9) پروفیسر وائیٹ ہیڈ (10) پروفیسر وائیٹ ہیڈ

سوال 2: ذیل میں دیے ہوئے سوالات کے ممکنہ جوابات میں سے صحیح کی نشاندہی کریں۔

(1) مذہب (2) کانٹ (3) فریڈرک شیلر (4) ہافڈنگ (5) وائٹ ہیڈ (6) عقلیت

(7) ایمان (8) فرق (9) مشترک (10) تین

سبق نمبر 3: فلسفہ اور سائنس

سوال 1: درج ذیل فقرات میں مناسب اور موزوں اصطلاحات اور الفاظ سے خالی جگہ پُر کریں۔

(1) مشاہدہ (2) محلول (3) کل (4) شروع (5) حتمی

سوال 2: ذیل میں دیے ہوئے سوالات کے ممکنہ جوابات میں سے صحیح کی نشاندہی کریں۔

(1) علم (2) دو (3) ووڈورتھ (4) برگساں (5) ڈیموکرائٹس (6) نیوٹن

(7) ڈبلیو۔ ٹی۔ سٹیس (8) سپنسر (9) آئن سٹائین (10) ڈبلیو۔ ٹی۔ سٹیس

سبق نمبر 4: علم

سوال 1: درج ذیل فقرات میں مناسب اور موزوں اصطلاحات یا الفاظ سے خالی جگہ پر کریں۔

(1) حیرانی (2) وجی (3) عقل (4) ڈیکارٹ (5) التباس (6) وہبی

(7) اشیا (8) علم (9) شخصیت (10) استنادیت

سوال 2: ذیل میں دیے ہوئے سوالات کے ممکنہ چار جواب میں سے صحیح کی نشاندہی کریں۔

(1) علمیات (2) جان ہاسپر (3) پیدائشی طور پر (4) تصدیق (5) عقل سے (6) تجربہ سے (7) ڈیکارٹ

سبق نمبر 5: مابعد الطبیعیات

سوال 1: درج ذیل فقرات میں مناسب اور موزوں اصطلاحات اور الفاظ سے خالی جگہ پر کریں۔

(1) عنصر (2) زوال (3) پانی (4) غیر جانبدار (5) دو (6) معروضی

(7) موضوعی (8) معروضی (9) ہیگل (10) وہم

سوال 2: ذیل میں دیے ہوئے سوالات کے ممکنہ جوابات میں سے صحیح کی نشاندہی کریں۔

(1) ماورا (2) مادی (3) ایک جوہر سے (4) دو جواہر سے (5) لاتعداد جواہر سے (6) تصورات

(7) مادہ (8) افلاطون (9) ہیگل (10) ڈیموقریطیس

سبق نمبر 6: اخلاقیات

سوال 1: درج ذیل فقرات میں مناسب اور موزوں اصطلاحات اور الفاظ سے خالی جگہ پر کریں۔

(1) اخلاقیات (2) مثالی (3) یونانی (4) اخلاقیات (5) نیّت (6) سنہری

(7) دو (8) تہذیب الاخلاق (9) ارادہ طیبہ (10) افادیت

سبق نمبر 7: اسلامی اقدار

سوال 1: درج ذیل فقرات میں مناسب اور موزوں اصطلاحات اور الفاظ سے خالی جگہ پر کریں۔

(1) شر (2) شرک (3) معتزلہ (4) ابو الحسن الاشعری (5) توحید

(6) قادر (7) عدل وانصاف (8) اجتماعی (9) فرائض (10) دین

سوال 2: ذیل میں دیے ہوئے سوالات کے ممکنہ جوابات میں سے صحیح کی نشاندہی کریں۔

(1) سورۃ التین (2) انسانیات (3) قرآن مجید (4) خدا (5) واصل بن عطا (6) اخلاص

(7) شرک (8) توحید (9) نور (10) والدین کے

سبق نمبر 8: حکمت: مفہوم اور دائرہ کار

سوال 1: درج ذیل فقرات میں مناسب اور موزوں اصطلاحات اور الفاظ سے خالی جگہ پر کریں۔

(1) بصیرت (2) حکمت (3) اسلام (4) نائب/خلیفہ (5) خدا (6) النجم (7) آل عمران

سوال 2: ذیل میں دیے ہوئے سوالات کے ممکنہ جوابات میں سے صحیح کی نشاندہی کریں۔

(1) عقیدہ توحید (2) رسول پر (3) تکمیلِ خودی (4) سورۃ الانعام

فرہنگ (Glossary)

اجتماعی شعور	Collective Consciousness
احترامِ خودی	Self Respect
احتمال	Probable
احدیت	Monism
اخلاقی نظریات	Ethical Theories
اخلاقیات	Ethics
ادراک	Perception
ادراک	Perception
ارادہ طیبہ	Good Will
استحکامِ آدمیت	Solidarity of Mankind
استدلال	Reason
استنادیت	Authoritarianism
اسلامی اقدار	Islamic Values
اسلامی نظریہ اخلاق	Islamic Theory of Ethics
اسلامی نظریہ	Islamic Theory
خیرِ اعلیٰ	Highest Good
افادیت	Utilitarianism
التباس	Illusion
بعد	Meta

تصدیق	Verification
تصوریت/مثالیت	Idealism
تعبیر	Interpretition
تنقید	Criticism
ثقافت	Culture
ثنویت	Dualism
قدر پیمائی/جائزہ	Evaluation
جمادات	Geology
جمالیات	Aesthetics
جواز	Justification
ایٹم۔جوہر	Atom
عنصر	Element
جوہر	Substance
حقوق العباد	Human Rights
حکمت	Wisdom
حواسِ خمسہ	Five Senses
حیوانیات	Zoology
حُسن	Beauty
خیر	Good, Goodness

بیانیہ	Descriptive	دانش	Wisdom
پس جدیدیت	Post Modernism	دائرہ کار	Scope
پیمائش	Measurememt	دعویٰ	Thesis
تجربہ گاہ	Laboratory	ذرات	Monads
تجربیت پسند	Empirisist	ذمہ داریاں	Responsibilities
تحلیلی	Analytic	ردِ دعویٰ	Anti-thesis
تخمین	Assessment	روحانیت	Spiritualism
تخیل	Imagination	زریں وسط/سنہری وسط	Golden Mean
ترکیب	Synthesis	سوچ بچار	Speculation
تشریحی	Explanatory		
صحت	Validity	مادیت	Materialism
صداقت	Truth	ماخذِ علم	Sources of Knowledge
صوری صحت	Formal Validity	مجرد	Abstract
طبعی علم	Natural Science	حد	Term
طبیعات	Physics	مذہب	Religion
عالمگیر اخوت	Universal Unity	مشاہدہ	Observation
عقلیت پسند	Rationalist	معاشرتی انصاف	Social Justice
علتی رشتے	Casual Relations	معروضی تصوریت/مثالیت	Objective Idealism
طبی	Medical	معروضی سوالات	Objective Questions

علمیات	Epistimology
عوامل	Factors
سری طاقت	Occult Force
فرائض	Duties
فطرتیت	Naturalism
فکر	Thought
فلسفہ قرونِ وسطیٰ	Mediveal Philosophy
فلسفہ جدید	Modern Philosophy
فلسفہ قدیم	Ancient Philosophy
فلسفہ	Philosophy
فلسفیانہ نہج	Philosophical Approach
فطری/قدرتی قوانین	Natural Laws
قدریات	Axiology
قدر	Value
قوتِ برداشت	Tolerance
کائنات	Universe
کثرتیت	Pluarlism
کیمیا	Chemistry
مابعدالطبیعات	Metaphysics
مادی انقلاب	Material Revolution
مادی صحت	Material Validity
معیاری علم	Normative Science
ممکنات	Possibilities
مناقشات	Conflicts
منطق استخراجیہ	Deductive Logic
منطق استقرائیہ	Inductive Logic
منطق	Logic
موضوعی تصوریت	Subjective Idealism
موضوعی سوالات	Subjectibve Questions
نباتات	Botany
نظامِ عصبی	Nervous System
ایٹمی نظریہ/جوہری نظریہ	Atomic Theory
نظریہ تشخص	Identity Theory
نظریہ لذتیت	Hedonism
نفسیات	Psychology
وجدان	Intuitions
وجودیات	Ontology
وقوفی عمل	Cognitive Process
وہبی خیالات	Innate Ideas
وہم	Hallucination
ہستی	Being

کتابیات

1- علامہ محمد اقبالؒ: ترجمہ: نذیر نیازی — تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ — بزم اقبال، لاہور

2- کرامت حسین جعفری — منطق استخراجیہ — ایم آر برادرز — اردو بازار، لاہور

3- کرامت حسین جعفری — منطق استخراجیہ — ایم آر برادرز — اردو بازار، لاہور

4- جاوید اقبال ندیم — وجودیت — وکٹری بک بنک، لاہور

5- امام الغزالیؒ — احیائے علوم الدین (جلد اول)

6- امام الغزالیؒ — افکار غزالی — ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

7- جاوید اقبال ندیم — شذرات فلسفہ — وکٹری بک بنک، لاہور

8- جاوید اقبال ندیم — تناظرات تعلیم — وکٹری بک بنک، لاہور

9- خورشید احمد — اسلامی نظریہ حیات — کراچی یونیورسٹی، کراچی

10- سی۔اے قادر — اخلاقیات — مرکزی اردو بازار بورڈ، لاہور

11- علی عباس جلال پوری — روایاتِ فلسفہ — خرد افروز، جہلم

12- نعیم احمد — تاریخ فلسفہ یونان — علمی کتاب خانہ، اردو بازار، لاہور

13- جاوید اقبال — ابن مسکویہ کا فلسفہ اخلاق — وکٹری بک بنک، لاہور

14- عاصم صحرائی — بنیادی نفسیات — اے ون پبلشرز، اردو بازار، لاہور

15- سیرت النبی — شبلی نعمانی — اعظم گڑھ

16- ڈاکٹر ابو سعید نورالدین — اسلامی تصوف اور اقبال — اقبال اکادمی، کراچی

17- سکف اور سکف ترجمہ ڈاکٹر انیس الدین ملک — سائنس دانوں کے عظیم کارنامے — دارالشعور، اردو بازار، لاہور

18- ایڈون۔اے برٹ ترجمہ: بشیر احمد ڈار — فلسفہ مذہب — مجلس ترقی ادب، لاہور

19- غلام احمد حریری — اساسِ اسلام — پولیمر پبلیکیشنز، اردو بازار، لاہور

20- ڈاکٹر عبدالخالق، یوسف شیدائی — مسلم فلسفہ — عزیز پبلشرز، اردو بازار، لاہور

21- محمد رفیق چوہان — تاریخ فکر یونان — علمی کتاب خانہ، اردو بازار، لاہور

22- جاوید اقبال ندیم — ذوق سلیم — وکٹری بک بنک، لاہور

23- جاوید اقبال ندیم — تحقیقی مضمون، اعلیٰ تعلیم میں فلسفہ کا کردار — مجلہ راوی، گورنمنٹ کالج، لاہور

24- قاضی قیصر الاسلام — فلسفے کے بنیادی مسائل — نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

25- عطا الرحیم — تعارف نفسیات — کفایت اکیڈمی، کراچی

26- خان محمد چاولہ — اسلام کا فلسفہ — علمی کتاب خانہ، اردو بازار، لاہور

Bibliography

S.No.	Name of the Author	Name of the Book
1	A. E. Taylor	Elements of Metaphysics University Paperbacks.
2	Samnel E. Stumpf	Elements of Philosophy: Mc. Graw-Hill Book Company.
3	E. D. Klemke	Philosophy the Basic Issues: St. Martin's Press New Yark.
4	Droon K. Ghosh	Science, Society & Philosophy: Ajanta Publication Delhi.
5	John Hospers	An Introduction to Philosophical Analysis. Routledge and Kegan Paul Ltd.
6	Albert Schwegler	History of Philosophy: Akashdeep Publishing House Delhi.
7	Irving M.Copi &Carl Cohen	Introduction to Logic: Prentice-Hall International USA.
8	H. H. Titus	Elements of Philosophy.
9	Bertrand Russell	History of Western Philosophy: Routledge London.
10	H. Hocking	Types of Philosophy.
11	H. H. Titus	The Range of Philosophy.
12	N. Warburton	The Classics of Philosophy.
13	N. Warburton	The Classics of Philosophy.
14	M. Iqbal	Reconstruction of Religious thought in Islam.
15	Enwar Eshrat	Metaphysics of Iqbal
16	A. R. Laicy	Dictionary of Philosophy.